ٹیکس کے دباؤ سے معاشی توازن تک، زکوٰۃ کا نظام

پاکستان کے لیے زکوٰۃ پر مبنی ایک منصفانہ معاشی سوچ

ملک حسیب اللہ خان - FUUAST Malakhasib5@gmail.com

آج پاکستان کا عام شہری صرف مہنگائی کا سامنا نہیں کر رہا، بلکہ ایک مستقل بے یقینی میں زندگی گزار رہا ہے۔ اشیائے خورونوش، ایندھن، بجلی، گیس اور علاج— سب کچھ مہنگا ہو چکا ہے، جبکہ آمدن میں اضافہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ مہینے کے آخر تک پہنچنا اب منصوبہ بندی نہیں بلکہ آزمائش بن گیا ہے۔ ایسے حالات میں ٹیکس عوام کو ریاستی ذمہ داری کے بجائے ایک اضافی سزا محسوس ہوتا ہے۔اصل مسئلہ ٹیکس کی موجودگی نہیں، بلکہ اس کا غیر منصفانہ بوجھ ہے۔ ایک ایسا نظام جہاں روزمرہ استعمال کی چیزوں پر ٹیکس لگا کر ریاست اپنی آمدن پوری کرتی ہو، وہاں غریب اور امیر کے درمیان فرق عملاً ختم ہو جاتا ہے—اور یہی ناانصافی کی جڑ ہے۔

بجلی، گیس اور پانی کے ساتھ ساتھ آٹے، گھی اور چینی جیسی بنیادی ضرورتیں بھی ٹیکسز سے مزین ہیں۔ یہی زیادتی تناسبِ خرید کو کم کر دیتی ہے، اس سے بڑھتی ہوئی بے روزگاری کا حل ٹیکسز کو مزید بڑھا کر کیا جاتا ہے، جو کہ مزید ایک بڑھتا ہوا مسئلہ بنتا ہے حل نہیں بنتا

پاکستان کا ٹیکس ڈھانچہ: مسئلہ کہاں ہے؟

پاکستان میں ریاستی آمدن کا بڑا حصہ بالواسطہ ٹیکسوں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ یعنی جب کوئی شخص آٹا، چینی، تیل یا ایندھن خریدتا ہے تو وہ پہلے ہی ٹیکس ادا کر چکا ہوتا ہے۔ اس نظام میں ایک مزدور اور ایک کروڑ پتی ایک ہی شرح سے ٹیکس دیتے ہیں، حالانکہ ان کی مالی حیثیت میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ دوسری طرف، آمدن اور دولت پر براہِ راست ٹیکس کی شرح کم ہے، اور اس سے بھی کم لوگ باقاعدگی سے ٹیکس نیٹ میں شامل ہیں۔ بڑے شعبے—جیسے رئیل اسٹیٹ، زراعت اور غیر دستاویزی تجارت—ابھی تک مکمل طور پر نظام میں نہیں آ سکے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ریاست آسان راستہ اختیار کرتی ہے: مہنگائی کے ذریعے ٹیکس وصولی۔ یہ صورتحال صرف معاشی مسئلہ نہیں، بلکہ اعتماد کے بحران کو بھی جنم دیتی ہے۔ جب عوام کو لگے کہ نظام صرف کمزور طبقے سے وصولی کے لیے بنایا گیا ہے، تو لوگ اس سے ذہنی طور پر کٹ جاتے ہیں۔

عوام کو یقین دلانے کی ضرورت ہوگی کہ ان سے لی جانے والی زکوٰۃ ان کے لیے استعمال کی جائے گی۔ اس بھروسے کو حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آغاز عوام کی یقین دہانی کروانے سے کیا جائے۔ جب ضروریاتِ زندگی سے ٹیکسز کا خاتمہ کیا جائے گا تو یہ آغاز عوام کو سہولت دینے کے ساتھ ساتھ حکومت پر بھاری ہو سکتا ہے لیکن اس بھروسے کے قائم ہونے کے بعد ملنے والی مسلسل زکوٰۃ اور عشر، اور اس سے نشوونما پانے والا ایک مکمل، ماڈرن معاشی نظام جو کہ نہ صرف ایک اسلامی فریضہ ہے بلکہ آج ترقی یافتہ ممالک کا مستعمل نظام بھی یہی ہے، تیزی سے غربت کے خاتمے کی طرف قدم بڑھائے گا۔ یہ معاشی نظام فوری طور پر غربت کا خاتمہ نہیں کرے گا مگر غربت پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

اس وقت پاکستان کے 70 فیصد مسائل، معاشی حالات کی بے ترتیبی کی وجہ سے ہیں۔ جرائم کا بڑھتا ہوا تناسب، غربت کے بڑھتے ہوئے تناسب کے سبب سے ہے۔

اس کے برعکس اگر موجودہ نظام کے مستقبل کی طرف نگاہ کی جائے تو مسائل اسی رفتار سے بڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ پاکستان میں زکوٰۃ ریاست کو ادا کرنے کا آپشن رکھا گیا ہے مگر اس کو لازمی قرار نہیں دیا گیا بالکل اسی طرح کثیر تعداد میں عوام فائلر بھی نہیں اور اسی وجہ سے ان کی آمدن کا حساب نہ ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ٹیکس کی ادائیگی سے بھی آزاد ہیں اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والے لوگ ہیں وہ انفرادی طور پر اپنے عزیز و اقارب میں ادا کر دیتے ہیں اس بے ترتیب نظام کے سبب نہ زکوٰۃ کے مقصد کی تکمیل ہوتی ہے نہ ہی ریاست کی معیشت پر کوئی اثر پڑتا ہے

زکوٰۃ: ایک مختلف معاشی منطق

اسلامی نظامِ معیشت میں زکوٰۃ محض خیرات نہیں، بلکہ ایک باقاعدہ مالی ذمہ داری ہے۔ اس کی بنیاد اس اصول پر ہے کہ دولت اگر چند ہاتھوں میں جمع ہو جائے تو معاشرہ عدم توازن کا شکار ہو جاتا ہے۔ قرآن کہتا ہے :

"تاکہ مال صرف امیروں کے درمیان ہی گردش نہ کرتا رہے۔"

(سورۃ الحشر 59:7)

یہ آیت آج کے پاکستان کے حالات پر براہِ راست منطبق ہوتی ہے، جہاں دولت کا بڑا حصہ محدود طبقے کے پاس ہے، جبکہ اکثریت بنیادی سہولیات سے محروم ہے۔

زکوٰۃ دولت پر عائد ہوتی ہے، ضروریات پر نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ غریب پر کوئی اضافی بوجھ نہیں پڑتا، صاحبِ حیثیت فرد اپنی استطاعت کے مطابق ادا کرتا ہے، دولت ساکن نہیں رہتی بلکہ معاشرے میں گردش کرتی ہے،

جدید تحقیق اور زکوٰۃ کا تصور

عالمی سطح پر جدید معاشی تحقیق یہ ثابت کرتی ہے کہ جب کم آمدن والے طبقات کو براہِ راست مالی مدد دی جائے تو اس کے مثبت اثرات فوری اور دیرپا ہوتے ہیں۔ ایسے خاندان یہ رقم ذخیرہ نہیں کرتے بلکہ فوراً خوراک، تعلیم، علاج اور روزمرہ ضروریات پر خرچ کرتے ہیں، جس سے مقامی معیشت متحرک ہوتی ہے۔ یہی اصول زکوٰۃ میں صدیوں پہلے شامل کر دیا گیا تھا۔

زکوٰۃ طلب میں اضافہ کرتی ہے۔ چھوٹے کاروبار کو سہارا دیتی ہے۔ غربت کے مستقل چکر کو توڑتی ہے۔ سماجی بے چینی اور جرائم میں کمی لاتی ہے یہ کوئی نظریاتی بات نہیں، بلکہ معاشی تحقیق سے ثابت شدہ حقیقت ہے۔

پاکستان کے لیے زکوٰۃ پر مبنی فریم ورک کیوں موزوں ہے؟

پاکستان ایک نوجوان آبادی والا ملک ہے، جہاں بے روزگاری اور جزوی روزگار عام ہے، متوسط طبقہ سکڑ رہا ہے، غریب طبقے کے پاس بچت کا کوئی نظام نہیں، جبکہ اوپر کے طبقات میں غیر فعال دولت موجود ہے ایسے حالات میں صارفین پر ٹیکس بڑھانا معیشت کو مزید سست کر دیتا ہے، جبکہ دولت پر ذمہ داری عائد کرنا معاشی سرگرمی کو تیز کرتا ہے۔ زکوٰۃ پر مبنی نظام غریب کی قوتِ خرید بڑھاتا ہے، قرض اور سبسڈی پر انحصار کم کرتا ہے، خود روزگار اور چھوٹے کاروبار کو فروغ دیتا ہے، سماجی استحکام پیدا کرتا ہے

پاکستان کے پاس آج ڈیجیٹل شناختی نظام، بینکنگ اور موبائل والٹس، غربت سے متعلق ڈیٹا، آن لائن آڈٹ اور ٹریکنگ کی سہولت موجود ہیں۔ اگر سیاسی عزم ہو تو زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم مکمل طور پر ڈیجیٹل، شفاف، اور سیاسی مداخلت سے پاک ہو سکتی ہے۔

ٹیکس اور زکوٰۃ متبادل نہیں، توازن ہے

معیشت ہموار کرنے کا راستہ ڈھونڈنے میں یہ ایک بہترین راستہ ہے جس میں غربت کا توازن کم ہوگا اور اکانومی بہتر ہوسکے گی پاکستان کی موجودہ صورتحال یہ ہے کہ اگر ایک عام شہری جب صبح اٹھ کر بسکٹ کا ایک پیکٹ خریدنے جاتا ہے اسے یہ معلوم بھی نہیں کہ اس پیکٹ پہ کتنے فیصد ٹیکس ادا کر رہا ہے یہی عام شہری یہ جانے بغیر کہ ٹیکس جتنا ہے کس کس جگہ ہے ضروریاتِ زندگی کے لیے پورا دن محنت کرتا ہے اور ٹیکس کی مد میں اپنی آمدن کا 60 سے 70 فیصد تک ادا کرتا ہے، ظلم و زیادتی کی یہ لہر غربت کے ساتھ ساتھ بے شمار جرائم کو بڑھانے کا سبب بنتی ہے جبکہ ادا کیے جانے والے یہ ٹیکسز کسی جگہ فائدہ مند ہوتے نظر نہیں آتے، مزید قرضوں کا بوجھ ریاست پہ اور ٹیکسز کا بوجھ غریب عوام پہ بڑھنے لگتا ہے

زکوٰۃ کا مطلب یہ نہیں کہ تمام ٹیکس فوراً ختم کر دیے جائیں۔ ریاست کو دفاع، انفراسٹرکچر اور انتظامی امور کے لیے وسائل درکار ہوتے ہیں۔ لیکن فرق یہ ہونا چاہیے کہ غریب کی بقا ٹیکس سے متاثر نہ ہو، زکوٰۃ سماجی تحفظ کی بنیاد بنے، ٹیکس عوامی خدمات تک محدود رہیں جب بنیادی ضروریات حق کے طور پر پوری ہوں گی، تو ریاست اور شہری کے درمیان اعتماد خود بخود بحال ہوگا۔ پاکستان کو مذہب اور جدیدیت کے درمیان کسی تصادم کی ضرورت نہیں۔ اسے ایک ایسے معاشی ماڈل کی ضرورت ہے جو اخلاقی طور پر قابلِ قبول ہو معاشی طور پر موثر ہو اور سماجی طور پر مستحکم ہو زکوٰۃ پر مبنی سوچ ماضی کی یاد نہیں، بلکہ حال کا حل بن سکتی ہے—اگر اسے سنجیدگی، شفافیت اور جدید طریقوں کے ساتھ اپنایا جائے۔

قرآن ہمیں یاد دلاتا ہے

”اور تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے، اللہ اس کا بدل عطا فرمائے گا۔“

(سورۃ سبا 34:39)

زکوٰۃ کے آٹھ مصارف قرآن مجید میں بیان کیے گئے؛

فقراء

مساکین

عاملین

مؤلفۃ قلوب (نئے مسلمانوں کی دلجوئی کے لیے)

مسافر (جس کا زادِ راہ اسے کافی نہ ہو)

غلام آزاد کروانے کے لیے

قرضداروں کا قرض ادا کرنے میں

اللہ کے راستے میں

اس میں سے عاملین اور مؤلفۃ قلوب کے احکامات اب منسوخ ہونے کے بعد بھی چھ مصارف باقی ہیں جن پر زکوٰۃ کی رقم صرف کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے اور وہ اصول و احکام کے جاننے والے ہوں جو اس مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں

معاشی زبان میں یہی گردش، نمو اور پائیدار ترقی ہے۔ اگر پاکستان استحصالی دباؤ سے نکل کر منصفانہ توازن کی طرف بڑھنا چاہتا ہے، تو زکوٰۃ محض ایک مذہبی فریضہ نہیں—بلکہ ایک قابلِ عمل معاشی راستہ ہے۔